

جامعہ حقانیہ کاترجمان

سہ ماہیہ
سرگودھا

الحقانیہ

مجلد

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ / جنوری ۲۰۱۷ء



بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

فہرست

3	عقیدہ ختم نبوت اور موجودہ ملکی صورت حال..... مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم
7	درس حدیث..... حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ
10	ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ..... مولانا محمد صدیق حفظہ اللہ تعالیٰ
12	آنحضرت ﷺ اول الخلوقات اور واسطہ فیوضات ہیں.. فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ
15	راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا..... مولانا محمد ازہر مدظلہم
20	توبہ واستغفار کی کثرت..... عبدالناصر ترمذی
29	”مظاہر حق جدید“ میں تحریف اور علمی خیانت..... مولانا مفتی شیر محمد علوی دامت برکاتہم
37	تکافل اور غیر سودی بینکاری... ایک ضروری وضاحت.. عبدالناصر ترمذی
40	مکتوب گرامی..... مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم
41	مکتوب گرامی..... جناب فہیم الحسن تھانوی زید مجدہم
42	تواریخ وفات..... ڈاکٹر قاری خلیل احمد تھانوی مدظلہم
43	پریس ریلیز..... ادارہ
44	تعارف کتب..... مولانا عبدالصمد ساجد
47	اخبار الجامعہ..... // // //

خط و کتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

web-www.alhaqqania.org

E-mail-alhaqqania@yahoo.com

048-6786002/6786899

پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فاسٹر پرنٹنگ پریس سرگودھا

کمپوزر: جناب حافظ سید عبدالغفور صاحب ترمذی

نوٹ: رسالہ کے متعلق معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0301-4843429

رسالہ نہ ملنے کی صورت میں رابطہ نمبر: 0304-7310038

کلمۃ الحق

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

عقیدہ ختم نبوت اور موجودہ ملکی صورت حال

عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے ملک میں جاری صورت حال سے متعلق مدبر اعلیٰ مدظلہم نے جامع مسجد حقائقہ ساہیوال سرگودھا میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے پر مغز اور مؤثر خطاب فرمایا۔ موجودہ حالات کے تناظر میں حضرت مدظلہم کے اس بیان کو نظر ثانی کے بعد بطور ادارہ یہ شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

گذشتہ کئی دنوں سے ملک عزیز عجیب و غریب کشمکش سے دوچار ہے۔ پاکستان بالخصوص پنجاب میں جو حالات چل رہے ہیں سب کے سامنے ہیں۔

جہاں تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت اور آپ کی ختم نبوت کا مسئلہ ہے تو ہمارا تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ کے بعد قیامت تک کسی قسم کا کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آ سکتا نہ ظلی و بروزی اور نہ تشریعی، یہ مسلمانوں کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے، اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس عقیدے پر ایمان کے بغیر کوئی مسلمان رہ سکتا ہے، پاکستان کی پارلیمنٹ نے بھی اس عقیدہ کو تسلیم کیا ہے، ۱۹۷۴ء سے لے کر اب تک یہ اہم عقیدہ آئین کا باقاعدہ اور لازمی حصہ ہے۔

چند دن پہلے حلف نامہ میں ترمیم کے حوالہ سے ایک سلسلہ شروع ہوا، اور ”حلف نامہ“ کی جگہ ”اقرار نامہ“ کا عنوان اختیار کیا گیا، نیز حلف نامہ کی بعض عبارات میں بھی رد و بدل ہوا، جس پر پوری امت مسلمہ نے احتجاج کیا، بجز اللہ یہ مسلم مملکت ہے، باشعور و باحمیت باشندگان ملک کسی حال میں ملک و ملت اور دین کے خلاف کوئی اقدام برداشت نہیں کر سکتے۔ سینٹ کے اندر سب سے پہلے جمعیت علماء اسلام کے راہنما محترم سینیٹر حافظ حمد اللہ صاحب نے اس معاملہ کو اٹھایا اور مطالبہ کیا کہ یہ ترمیم نہیں ہونی چاہیے، لیکن حکمران جماعت

کے علاوہ کسی سیاسی پارٹی نے ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا جس کے نتیجے میں ملک اور قوم کو ناگفتہ بہ حالات کا سامنا کرنا پڑا۔

اب ضرورت اس کی ہے کہ اس معاملہ میں پس پردہ جو عزائم ہیں وہ قوم کے سامنے لائے جائیں، اس کے محرکین و محرکات اور مخفی عناصر کو بے نقاب کر کے قوم کے سامنے لایا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے، حکمران جماعت کو اس پر سنجیدگی اور ہمدردی کے ساتھ غور کرنا چاہئے کہ ختم نبوت جیسے خالص دینی اور مذہبی مسئلہ میں کسی کو بھی مداخلت کی جرأت کیوں ہوئی؟

حقیقت یہ ہے کہ خود حکومت جان بوجھ کر لوگوں کو موقع دیتی ہے کہ وہ آئین و قانون کو ہاتھ میں لیں، ایک چیز طے ہے، امت کا مسئلہ اور متفقہ عقیدہ ہے، پھر اس مسئلہ کو بار بار چھیڑ کر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس کیوں پہنچائی جاتی ہے؟ اس کا کوئی شرعی، عقلی، قانونی اور اخلاقی جواز نہیں ہے۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ احتجاج تہذیب، اخلاق اور آئین و قانون کے دائرہ میں رہ کر ہونا چاہئے، ہر موقع پر قانون ہاتھ میں لینے کا فارمولا سمجھ سے بالاتر ہے، ہر کام کا ایک طریقہ ہوتا ہے اسی طریقہ سے وہ کام کیا جانا چاہئے، زیر بحث مسئلہ خالصتاً اسلامی اور دینی معاملہ ہے، اس کے حل کے لیے طریقہ بھی اسی کے شایان شان ہونا چاہیے، حکومت کی کوتاہی کو بھی تہذیب و شائستگی سے واضح کرنا چاہئے، جو درست مطالبات ہیں وہ ضرور ہونے چاہئیں، یہ پوری امت مسلمہ کے مطالبات ہیں اس پر پوری امت متفق و متحد ہے، کسی بھی مسلک اور مکتب فکر کا اس میں کوئی اختلاف نہیں، جب تک یہ مسئلہ پورے طور پر حل نہ ہو یہ مطالبات بدستور جاری رہیں، لیکن اس مسئلہ کی آڑ میں اپنے ذاتی مسائل اور سیاسیات کو داخل نہیں کرنا چاہیے، تشدد اور جلاؤ گھیراؤ کی پالیسی ملک و قوم کے لیے نقصان دہ ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ امت کا متفقہ اساسی اور ضروری عقیدہ ہے، اس پر کبھی کوئی ادنیٰ

سے ادنیٰ مسلمان بھی کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتا، یہ ایک واضح بات ہے، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔

دوسری طرف یہ پروپیگنڈہ بھی عروج پر ہے کہ اکابر علماء دیوبند نے اس موقع پر کوئی کردار ادا نہیں کیا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ ختم نبوت ہو یا کوئی اور دینی و مذہبی معاملہ، ہمارے اکابر، مشائخ اور عامۃ المسلمین ہمیشہ اس میدان میں ڈٹے رہے، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ چودہ سو سال سے اس کی حفاظت کی جا رہی ہے، بزرگان دیوبند کی تاریخ بھی اس خدمت سے بھری پڑی ہے، ہر لحاظ سے اکابر دیوبند نے عقیدہ ختم نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا تحفظ کیا، قلم، زبان اور تحریکات، کوئی میدان خالی نہیں چھوڑا، پاکستان میں بھی اس حوالے سے تحریک چلی، لاہور مال روڈ پر دس ہزار مجاہدین ختم نبوت نے ہمارے اکابر کی قیادت میں مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جام شہادت نوش کیا، میرے والد ماجد یادگار اسلاف فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس اللہ سرہ العزیز ۱۹۵۳ء کی تحریک میں تین ماہ ملتان کی جیل میں قید رہے، ۷۷ء کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

حالیہ قضیہ میں بھی مقتنہ کے اندر سیٹھ جناب حافظ حمد اللہ نے اس مسئلہ کی نشاندہی کی، اور ہائی کورٹ میں اس کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار جناب مولانا اللہ وسایا صاحب نے رٹ دائر کی، جس کے نتیجے میں یہ معاملہ قانونی اور آئینی طور پر حل ہوا۔ یہ دونوں حضرات اکابرین علماء دیوبند ہی کے خوشہ چیں ہیں، بہر حال ان کاوشوں کے نتیجے میں اقرار نامہ کو حلف نامہ کے عنوان سے بحال کر دیا گیا، فللہ الحمد و المنۃ۔

عقیدہ ختم نبوت مسلمانان عالم کا مسلمہ عقیدہ اور ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے، اگر اسے کمزور کرنے کی کوشش کی گئی تو ہر مسلمان اپنے خون کے آخری قطرے تک کو بہانا اپنی سعادت سمجھے گا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا تقاضا بھی یہی ہے

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے حوالہ سے کوئی بات برداشت نہ کی جائے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی عزت و ناموس اور ختم نبوت پر ایک جان کیا، سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں جانیں بھی قربان کر دی جائیں تو کم ہے

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے اسی میں ہوا گر خامی تو ایماں نامکمل ہے
احتجاج اور مطالبات کا طریقہ درست ہونا چاہیے، سچے اور مخلص عشاق رسول
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی طریقہ تھا، وہ یوں کہتے تھے: یا ربی یا رسول اللہ!
میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اور
لقب یا رسول اللہ وہ بعد میں لاتے ماں باپ قربان کرنے کے جذبہ کا اظہار پہلے فرماتے۔
باقی ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں کون اس حوالے سے کیا طریق کار اختیار کر رہا
ہے، ہر ایک کا اپنا انداز اور اپنی فکر ہے، ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، ہر ایک نے
اپنے اعمال و اقوال کا اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہے، تاہم اتنی عرض ضرور ہے کہ اسلام ہمیں
سب و شتم اور لعن طعن کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ اسلام ہر موقع پر تہذیب، شائستگی اور اخلاق
حسنہ کا درس دیتا ہے اور یہی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ اور اسوہ
ہے، مروجہ سیاست و انداز احتجاج تعلیمات اسلام سے کسی طرح میل نہیں کھاتا، یہ مغربی
جمہوریت کا تحفہ ہے، جس کے پیچھے حکومتیں اور حکمران مر رہے ہیں، حالانکہ اس سلسلہ میں
اسلامی تعلیمات بالکل واضح، سادہ اور عام فہم ہیں ان میں کوئی ابہام نہیں ہے اگر ہر مسلمان
انہیں تعلیمات پر عمل پیرا ہو اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے راستہ
پر چلے تو ہماری دنیا اور عقبیٰ دونوں سنور جائیں گی۔ علامہ اقبال مرحوم نے بجا فرمایا تھا

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلی قول اللہ تعالیٰ فی ابراہیم رب انھن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعنی فانہ منی وقال عیسیٰ ان تعذبھم فانھم عبادک فرفع یدیه فقال اللھم امتی امتی وبکی فقال اللہ تعالیٰ یا جبرئیل اذهب الی محمد و ربک اعلم فسلہ ما یشئ؟ فاتاہ جبرئیل فسأله فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال فقال اللہ لجبرئیل اذهب الی محمد فقل اناسن رضیک فی امتک ولا نسوءک۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ آیت تلاوت فرمائی رب انھن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعنی فانہ منی (میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے یعنی ان کی وجہ سے بہت سے آدمی گمراہ ہوئے پس جو لوگ میری پیروی کریں وہی میرے ہیں پس ان کے لیے تو میں تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ ان کو تو بخش ہی دے) اور عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بھی تلاوت فرمایا جو قرآن پاک میں ہے: ان تعذبھم فانھم عبادک (اے اللہ! اگر آپ میری امت کے ان لوگوں کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں یعنی آپ کو عذاب و سزا کا پورا حق ہے) یہ دونوں آیتیں تلاوت فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یاد کیا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے میرے اللہ! میری امت، میری امت، اور آپ اس دعا میں روئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا: تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور اگرچہ تمہارا رب سب کچھ خوب جانتا ہے مگر پھر بھی تم جا کر ہماری طرف سے پوچھو کہ ان

کے اس رونے کا کیا سبب ہے؟ پس جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا، آپ نے جبریل کو وہ بتلایا جو اللہ سے عرض کیا تھا (یعنی یہ کہ اس وقت کے میرے رونے کا سبب امت کی فکر ہے، جبریل علیہ السلام نے جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا) تو اللہ تعالیٰ نے جبریل کو فرمایا کہ محمد کے پاس جاؤ اور ان کو ہماری طرف سے کہو کہ تمہاری امت کے بارہ میں ہم تمہیں راضی اور خوش کر دیں گے اور تمہیں رنجیدہ اور غمگین نہیں کریں گے۔

تشریح: حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی دو آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ ایک سورۃ ابراہیم کی آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی قوم اور اپنی امت کے بارہ میں عرض کیا کہ فَمَنْ تَبِعْنِي فَاِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَانْكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (یعنی ان میں سے جن لوگوں نے میری بات مانی وہ تو میرے ہیں اور میں ان کے لیے آپ سے مغفرت کی درخواست کرتا ہوں اور جنہوں نے میری نافرمانی کی تو آپ غفور رحیم ہیں چاہیں تو ان کو بخش بھی سکتے ہیں) اور دوسری آیت سورۃ مائدہ کی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ذکر ہے کہ وہ اپنے گمراہ امتیوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم (اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور آپ کو عذاب دینے کا پورا حق ہے اور اگر آپ ان کو بخش دیں تو آپ غالب ہیں) (سب کچھ کر سکتے ہیں) اور حکیم ہیں (جو کچھ کریں گے حکمت کے مطابق ہی ہوگا)۔ ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے دونوں جلیل القدر پیغمبروں نے پورے ادب اور بڑی احتیاط کے ساتھ اپنی اپنی امتوں کے خطا کار لوگوں کے لیے دے لفظوں میں سفارش کی ہے۔

ان آیتوں کی تلاوت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کا مسئلہ یاد دلایا اور آپ نے ہاتھ اٹھا کر اور رو کر بارگاہ الہی میں اپنی فکر کو عرض کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو

اطمینان دلایا کہ آپ کی امت کا مسئلہ آپ کی مرضی اور خوشی کے مطابق ہی طے کر دیا جائے اور اس معاملہ کی وجہ سے آپ کو رنجیدہ اور غمگین نہیں ہونا پڑے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ ہر پیغمبر کو اپنی امت کے بلکہ ہر مقتدی کو اپنے متبعین اور منسوبین کے ساتھ ایک خاص قسم کی شفقت کا تعلق ہوتا ہے جس طرح کہ ہر شخص کو اپنی اولاد کے ساتھ ایک خاص تعلق ہوتا ہے جو دوسرے انسانوں کے ساتھ نہیں ہوتا، اس تعلق کی وجہ سے ان کی قدرتی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے چھٹکارا پائیں اور اس شفقت اور رافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے بڑھے ہوئے ہیں اور اس لیے قدرتی طور پر آپ کی یہ بڑی خواہش ہے جو مختلف موقعوں پر بار بار آپ سے ظاہر ہوئی کہ آپ کی امت دوزخ میں نہ جائے اور جن کی بد عملی اس درجہ کی ہو کہ ان کا دوزخ میں ڈالا جانا اور کچھ عذاب پانا ناگزیر ہو ان کو کچھ سزا پانے کے بعد نکال لیا جائے۔ چنانچہ مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خواہش کو پورا فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت سے بہت سے لوگ جہنم سے بچ جائیں گے اور بہت سے ڈالے جانے کے بعد نکال لیے جائیں گے۔ شفاعت کے سلسلہ کی حدیثوں میں صحیح مسلم کی یہ حدیث ہم جیسے خطاکاروں، گناہگاروں کے لیے بڑے سہارا ہے اور اس میں بڑی بشارت ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سن کر فرمایا کہ میں تو جب مطمئن اور خوش ہوں گا کہ جب میرا کوئی امتی بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔ ع بریں مژدہ گر جاں فشام رواست

و

اللہ تعالیٰ کو بطور خود سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود رونے کا سبب پوچھنے کے لیے حضرت جبریل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجنا صرف آپ کے اعزاز اور اکرام کے طور پر تھا کہ اپنے مقربین کے ساتھ بادشاہوں کا یہی طرز ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

مرسلہ: مولانا محمد صدیق حفظہ اللہ تعالیٰ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

اتباع سنت کا دعویٰ مشکل ہے

فرمایا: سب دعویٰ آسان ہیں اور خلاف واقع چل بھی جاتے ہیں مگر اتباع سنت کا غیر واقعی دعویٰ بہت مشکل ہے یہ نہیں چلتا۔
آج کل کا رسمی ادب اور رسمی تعظیم

فرمایا: کہ اس کا تو اکثر لوگوں کو خیال ہی نہیں کہ ہماری وجہ سے دوسرے کو اذیت نہ ہو، تکلیف نہ پہنچے، البتہ رسمی ادب رسمی تعظیم یہ سب کچھ ہے بعض لوگ ادب کی وجہ سے پشت کی جانب آ کر بیٹھ جاتے ہیں جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ قلب پر ایک بار ہوتا ہے۔ ایک صاحب آئے اور میری پشت کی جانب بیٹھ گئے، میں اس وقت کچھ پڑھا رہا تھا اس قدر قلب پر گرانی ہوئی کہ پورا کرنا مشکل ہو گیا۔ آخر میں نے یہ کیا میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی پشت کی طرف جا بیٹھا، اب وہ کمسائے اور اٹھنا چاہا، میں نے ڈانٹ کر کہا کہ خبردار جو یہاں سے جنبش کی، بیچارہ بیٹھا رہا، میں نے کہا پتہ چلا کہ پشت پر بیٹھنے سے کیسی تکلیف ہوتی ہے، کہا ہاں میں تو آپ کو بزرگ سمجھ کر ادب کی وجہ سے پیچھے بیٹھ گیا تھا، میں نے کہا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں آپ کو عاصی گنہگار، فاسق فاجر سمجھتا ہوں، تو بہ کی کہ اب کبھی پشت کی جانب نہ بیٹھوں گا۔

حضرت شیخ الہند کی بے نفسی

فرمایا: کہ ہمارے بزرگوں کی عجیب شان تھی کوئی ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ مولوی محمود صاحب رام پوری نے مجھ سے حضرت مولانا محمود صاحب کی ایک حکایت بیان کی مجھ کو تو حیرت ہو گئی اور لوگ تو اپنا احترام اپنی خدمت اپنی پرستش چاہتے ہیں اور ان حضرات کی یہ حالت تھی کیا ٹھکانا ہے اس بے نفسی کا انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں

اور میرے ساتھ ایک ہندو ایک مقدمہ کے سلسلہ میں دیوبند آئے، دیوبند پہنچ کر اس ہندو نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں ٹھرو گے، میں نے کہا کہ میں مولانا کے یہاں قیام کروں گا، وہ ہندو بولا کہ جی میں روٹی تو اپنے اقارب میں کھا لوں گا، باقی سونے کے واسطے اگر کوئی چھوٹی سی چارپائی مجھ کو بھی مل جائے تو وہاں ہی ٹھرجاؤں گا، میں نے کہا کہ مل جائے گی تو روٹی کھا کر آ جانا ایسا ہی ہوا میں نے حضرت مولانا کی بیٹھک میں ایک چارپائی اس کے لیے الگ بچھا دی، ایک چارپائی پر لیٹ گیا وہ ہندو تو پڑتے ہی سو گیا اور میں جاگ رہا تھا کہ حضرت مولانا دبے پاؤں زنا نہ مکان سے تشریف لائے اور اس ہندو کی چارپائی کی پٹی پر بیٹھ کر اس کے پیر دبانے لگے، میں ایک دم چارپائی سے کھڑا ہو گیا اور جا کر عرض کیا کہ حضرت چھوڑ دیں میں دبا دوں گا، فرمایا کہ یہ تمہارا حق نہیں میرا مہمان ہے، یہ خدمت میرے ذمہ ہے، میں نے اصرار کیا اس پر فرمایا کہ جاؤ تم کون ہوتے ہو گڑبڑ مت کرو، پیچارے کی آنکھ کھل جائے گی، تکلیف ہوگی، بس وہ ہندو تو پڑا ہوا خرخر کر رہا تھا اور مزاحا فرمایا کہ ان کا مقدر تھا اور مولانا پاؤں دبا رہے تھے اب مدعی تو بے نفسی کے بہت ہیں مگر ذرا عمل کر کے تو دکھائیں تب حقیقت معلوم ہو۔

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک پہلو

فرمایا: کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عجیب حالت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو وقعت اور عظمت ان کے قلوب میں پیدا ہوئی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا یا صحابہ کرام کی کرامت اور یہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں لڑائی ہوئی یہ بھی ان کی قوت ایمانیہ کی دلیل تھی یعنی ان کو یہ اطمینان تھا کہ یہ دین حق ہے ایسے اختلافات سے مٹ نہیں سکتا ورنہ اتنی جلدی اختلاف نہ کرتے کیونکہ نئے مشن میں اختلاف کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ اس مشن کو مضرت ہوگی، نقصان پہنچ جائے گا اس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے جذبات کا پتہ چلتا ہے، سولوگوں کے نزدیک تو یہ بات عیب کی ہے اور میرے نزدیک کمال کی۔

فقیہ العصر مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول المخلوقات

اور واسطہ فیوضات ہیں

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اَنَا ارسلنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَاَعْيَا اِلَى اللّٰهِ بِاَذْنِهِ وَسِرَاجًا
منیر ۝ (پ ۲۲ رکوع ۹) اے نبی! ہم نے بے شک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے
کہ آپ گواہ ہوں گے، اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں، اور اللہ کی
طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں، اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔

چراغ سے تشبیہ کی وجہ

اس آیت کریمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چراغ سے تشبیہ دے کر روشن
چراغ فرمایا گیا ہے، چراغ میں ایک ایسی خاص صفت ہے جو نہ آفتاب میں ہے اور نہ
ماہتاب میں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روشن چراغ فرمایا گیا ہے۔

چراغ کی خاص صفت

چراغ میں تین صفات ہیں:

ایک اس کا خود روشن ہونا۔ دوسری صفت اس میں یہ ہے کہ دوسرے کو روشنی دینا،
چراغ کی وجہ سے دوسری چیزیں ظلمت سے نور میں آ جاتی ہیں، ان دو صفتوں میں تو چراغ
اور آفتاب و ماہتاب سب شریک ہیں مگر ایک تیسری صفت چراغ میں ایسی ہے جو آفتاب
و ماہتاب میں نہیں ہے کہ اس سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے، چنانچہ ایک چراغ سے
سیکڑوں چراغ روشن کرتے جاتے ہیں مگر آفتاب و ماہتاب سے دوسرا آفتاب و ماہتاب

روشن نہیں ہو سکتا۔

مطلب یہ ہے کہ آفتاب و ماہتاب دوسری چیزوں کو منور (باسم مفعول) یعنی روشن تو کرتے ہیں مگر منور (باسم فاعل) یعنی روشنی دینے والا نہیں کرتے اور چراغ دوسری چیزوں کو منور بھی کرتا ہے اور منور بھی کر دیتا ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آفتاب و ماہتاب سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ روشن چراغ فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ چراغ کی طرح نورانی ہونے کے ساتھ دوسروں کو منور روشن تو کرتے ہی ہیں بعض کو منور روشنی دینے والا بھی بنانے والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا کمال یعنی منور روشن کرنے کا فیض تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ظاہر ہوا اور دوسرا کمال انبیاء علیہم السلام میں ظاہر ہوا، جتنے بھی انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ان سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی فیض حاصل کیا اور جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو کر بجائے خود مستقل منور ہو جاتا ہے یہی شان انبیاء علیہم السلام کی ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کر کے مستقل منور ہو گئے تھے، کسی امتی کی یہ حالت نہیں ہے کیونکہ امتی کے اندر جو فیض اور نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے آتا ہے وہ اس میں مستقل نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے کمالات کیلئے تو بمنزلہ واسطہ فی الثبوت ہیں کہ ذی واسطہ بھی اس کمال کے ساتھ حقیقہً موصوف ہو جاتا ہے اور واقعہ میں وہاں دو صفتیں ہوتی ہیں ایک واسطہ کی ایک ذی واسطہ کی، اور امتیوں کیلئے بمنزلہ واسطہ فی العروض کے ہیں کہ اس میں ذی واسطہ حقیقہً اس کمال کے ساتھ موصوف ہی نہیں ہوتا بلکہ محض مجازاً متصف ہوتا ہے کیونکہ وہاں واقعہ میں ایک ہی صفت ہوتی ہے واسطہ میں اور ذی واسطہ میں کوئی صفت ہوتی ہی نہیں، اسی طرح امتیوں میں واقعہ میں صفت تنویر کی ہے ہی نہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے کہ امتیوں کی طرف مجازاً

منسوب کر دی جاتی ہے، بخلاف انبیاء علیہم السلام کے کہ واقع میں بھی ان میں تنویر کی صفت تھی گو آپ کی برکت سے تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات تھے

یہ مسئلہ اجماعی اور تمام اہل حق کا متفق علیہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمیع کمالات انبیاء علیہم السلام کے جامع ہیں، اس کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جس میں آتا ہے کہ ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء علیہم السلام کے فضائل میں گفتگو کر رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ واقعی حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ ہیں: لا اَنَّ صاحبکم حبیب اللہ۔

اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یہ خاص صفت حبیب اللہ اپنی فضیلت ظاہر کرنے کیلئے بیان فرمائی ہے اس لئے کہ حبیب اللہ کا صیغہ خلیل سے بھی بڑھا ہوا ہے چنانچہ خلیل تو محبوب کی طرح محبت کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور حبیب اللہ صرف محبوب ہی کو کہتے ہیں۔

مولانا محمد ازہر مدظلہم

راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے کے اعلان نے پوری دنیا کو بالعموم اور عالم اسلام کو بالخصوص اضطراب و صدمہ سے دوچار کر دیا ہے۔ مسلمان ممالک سمیت دنیا بھر میں مسلمانوں نے اس اعلان کے بعد احتجاجی مظاہرے شروع کر دیے ہیں۔ امریکی صدر کے اس اعلان کی اہمیت کیا ہے اور اس سے کس طرح عدل و انصاف کا خون کرتے ہوئے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس کو سمجھنے کے لیے چند حقائق یا مقدمات کا جاننا ضروری ہے۔

اولاً.... یہ کہ یروشلم مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں تینوں کے نزدیک مقدس ہے۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے کائنات کی تخلیق ہوئی اور یہیں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی قربانی کی تیاری کی تھی۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہیں مصلوب کیا گیا اور یہیں ان کا سب سے مقدس کلیسا واقع ہے۔

جب کہ مسلمانوں کا یہاں پر قبلہ اول ہے اور اسی مقام پر پیغمبر آخر الزماں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج پر جانے سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی تھی۔

ثانیاً.... تینوں اہل مذاہب کی عقیدتوں کا مرکز ہونے سے قطع نظر تاریخی و جغرافیائی حقیقت یہ ہے کہ یروشلم سمیت فلسطین کا پورا علاقہ یہاں صدیوں سے بسنے والے مسلمانوں کا ہے۔ یہ وہی علاقہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون کی سرکردگی میں فتح ہوا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کے بارہ قبائل نے اس علاقے کو آپس میں بانٹ لیا،

ہر قبیلے نے اپنی اپنی حکومت قائم کر لی۔ یہ چھوٹی چھوٹی حکومتیں نہ صرف بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں کمزور تھیں بلکہ انہوں نے آپس میں لڑنا جھگڑنا شروع کر دیا اور جلد ہی انتشار اور طوائف الملو کی کاشکار ہو گئیں۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے شام اور اردن کے ہمسایہ علاقوں میں بسنے والی مشرک اقوام نے ان پر تسلط حاصل کر لیا، جن کے خلاف حضرت طاوت اور حضرت داؤد علیہما السلام نے جہاد کیا اور بنی اسرائیل کو فتح نصیب ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین، ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وصال کے بعد یہ سلطنت آپ علیہ السلام کے دو بیٹوں کے درمیان تقسیم ہو گئی۔ شمالی مملکت کا نام ”اسرائیل“ تھا اس کا دار الخلافہ ”سامریہ“ تھا۔ جبکہ جنوبی مملکت کا نام ”یہودیہ“ تھا اس کا دار الخلافہ ”یروشلم“ تھا۔

۵۸۷ھ قبل مسیح میں عراق کے نمرود بخت نصر نے جنوبی سلطنت ”یہودیہ“ پر حملہ کیا اور پوری سلطنت کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ یروشلم کو اس طرح تباہ و برباد کیا گیا کہ کسی عمارت کی دوائیٹیں بھی سلامت نہیں رہنے دی گئیں۔ ہیکل سلیمانی کو مسمار کر کے اس کی بنیاد تک کھود ڈالی گئی۔ اس دوران میں بخت نصر نے چھ لاکھ یہودیوں کو قتل کیا جبکہ چھ لاکھ مردوں، عورتوں اور بچوں کو جانوروں کی طرح ہانکتا ہوا بابل لے گیا، جہاں یہ لوگ سوا سو سال تک اسیری کی حالت میں رہے۔ ذلت و رسوائی کے اعتبار سے یہ ان کی تاریخ کا بدترین دور تھا۔

۷۰ء قبل مسیح میں حضرت عزیر علیہ السلام ایک جلاوطن گروہ کے ساتھ یروشلم پہنچے اور اس شہر کو آباد کرنا شروع کیا، اور ہیکل سلیمانی کی از سر نو تعمیر کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک اس علاقہ میں یہودیوں کا عروج و اقتدار مد و جزر کا شکار رہا۔ ۶۳ء تا ۶۶ء کے دوران یہودیوں نے رومی سلطنت کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس بغاوت کا قلع قمع کرنے کے لیے رومی سلطنت نے ایک سخت فوجی کارروائی کی اور ۷۰ء میں جنرل ٹائٹس (Titus)

نے بزورِ مشیرِ یروشلم فتح کر لیا۔ ہیکل سلیمانی ایک دفعہ پھر مسمار کر دیا گیا۔ جنرل ٹائٹس کے حکم پر شہر میں قتل عام ہوا۔ ایک لاکھ ۳۳ ہزار یہودی قتل ہوئے۔ جبکہ ۶۷ ہزار کو غلام بنالیا گیا اس طرح رومیوں نے پورے شہر میں کوئی تنفس باقی نہیں چھوڑا۔ اس کے ساتھ ہی ارضِ فلسطین سے بنی اسرائیل کا عمل دخل مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ بیسویں صدی کے شروع تک پورے دو ہزار برس یہ لوگ جلاوطنی اور انتشار کی حالت ہی میں رہے۔ جنرل ٹائٹس کے ہاتھوں ۷۰ء میں ہیکل سلیمانی مسمار ہوا تو آج تک تعمیر نہ ہو سکا۔

ثالثاً..... ۶۳۸ء میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یروشلم کے بازنطینی عیسائیوں کو شکست دے کر یہاں اسلام کا پرچم بلند کیا اور ۱۰۹۵ء تک یہاں مسلمانوں کا اقتدار رہا، ۱۰۹۵ء میں پوپ اربن دوم نے یورپ بھر میں مہم چلا کر عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا، نتیجتاً ۱۰۹۹ء میں عوام، امراء اور بادشاہوں کی مشترکہ فوج یروشلم آزاد کروانے میں کامیاب ہو گئی، لیکن یہ وہ دور تھا جب مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں میں دینی حمیت اور اسلامی غیرت زندہ تھی چنانچہ صلاح الدین ایوبی نے پے در پے جنگوں کے ذریعے یروشلم پر صلیبی قبضہ ختم کر دیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے چار صلیبی جنگیں ہوئیں مگر صلیبی، توحید کے پرچموں کو سرنگوں نہ کر سکے۔

۱۹۱۷ء تک یروشلم عثمانی سلطنت کا حصہ رہا۔ ۱۹۱۷ء میں عثمانی خلافت کے خاتمہ کے بعد ایک سازش کے تحت بالفور (Balfor) ڈیکلریشن کی منظوری دی گئی جس کے تحت دنیا بھر کے یہودی یہاں آکر آباد ہونے لگے۔ ۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ نے اس علاقے کو ان ناجائز قابضین کے سپرد کرتے ہوئے اسرائیل کو ایک ملک کے طور پر تسلیم کر لیا۔ اقوام متحدہ نے نہ صرف فلسطین کو بلکہ یروشلم کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ جس کا مشرقی حصہ فلسطینیوں اور مغربی حصہ یہودیوں کے حوالے کیا گیا۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اسرائیل نے مشرقی یروشلم پر بھی قبضہ کر لیا اس کے ساتھ ہی یہ پورا قدیمی شہر اسرائیل کے قبضے میں

آگیا، مگر بین الاقوامی سطح پر اسرائیل کے اس قبضے کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ عالمی برادری آج تک اس قبضہ کو غیر قانونی سمجھتی ہے، اسرائیلی پارلیمان نے ۱۹۵۰ء سے یروشلم کو اپنا دار الحکومت قرار دے رکھا ہے لیکن دوسرے ملکوں نے اقوام متحدہ کی قرارداد کے احترام میں اور کچھ عدل و انصاف کا بھرم قائم رکھنے کی غرض سے یروشلم کی بجائے تل ابیب میں اپنے سفارتخانے قائم کر رکھے ہیں۔ اب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اس روایت کو توڑ دیا ہے اس طرح امریکا یروشلم کو اسرائیل کا دار الحکومت تسلیم کرنے والا پہلا ملک بن گیا ہے۔

موجودہ امریکی صدر اسلام اور مسلم دشمنی میں شہرہ آفاق ہیں۔ انہوں نے صدر بننے ہی اپنے اولین اقدام میں چھ مسلمان ممالک سے لوگوں کے امریکا آنے پر پابندی لگانے کا حکم نامہ جاری کیا تھا۔

اب تازہ ترین اعلان میں انہوں نے فلسطین میں صدیوں سے آباد مسلمانوں کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے ظالم صیہونی قابضین کے جبر و ظلم پر مہر توثیق ثبت کرتے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی ہے، امریکا کے اس ظالمانہ اعلان کی مذمت کے لیے رسمی الفاظ ناکافی ہیں۔

کاش! عالم اسلام میں بالعموم اور عالم عرب میں بالخصوص یہ سکت ہوتی کہ وہ میدان جہاد نہ سہی سفارتی میدان ہی میں امریکا کو یہ کہہ سکتے کہ اگر اس نے یہ ظالمانہ و غیر منصفانہ اعلان واپس نہ لیا تو ہم امریکا سے تعلقات برقرار رکھنے پر نظر ثانی کریں گے۔ مگر افسوس کہ امریکا کو بھی یہ حقیقت معلوم ہے کہ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی یہ بھیڑ حرارت ایمانی سے محروم ہے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلمان نہیں راہ کا ڈھیر ہے
عرب دنیا کا واحد ملک عراق تھا جس سے اسرائیل کو کوئی خطرہ ہو سکتا تھا، اسے باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت تباہ و برباد کر دیا گیا اس کے بعد اس پورے خطے میں کوئی

ایسا ملک نہیں ہے جو اسرائیل کی طاقت کو چیلنج کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، دوسری طرف دیکھا جائے تو مسلم دنیا اپنے زوال کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے، مختلف اسلامی ممالک نے صدر ٹرمپ کے اس اقدام کی بظاہر مذمت کی ہے لیکن اس کے آگے کچھ کہنے یا کرنے کے لیے تیار نہیں۔

سعودی عرب سے مصر وارن تک سب زبانی جمع خرچ کرنے کی مہارت دکھا رہے ہیں، مصر کی اسلام دوستی اور انسان دوستی کا یہ عالم ہے کہ وہ سرحدی اعتبار سے فلسطینیوں کا قریب ترین مسلمان ملک ہے مگر وہ فلسطینیوں کو علاج کے لیے بھی سرحد پار نہیں کرنے دیتا، یہی حال سعودی حکمرانوں کا ہے جو اس ظالم و بے انصاف ڈونلڈ ٹرمپ کے استقبال کے لیے بچھ بچھ جاتے ہیں، سعودی عرب کے چند روز قبل دورہ میں سعودی عرب کے حکمران ڈونلڈ ٹرمپ کے ہاتھ میں تلوار دے کر اس کے ساتھ ناچ رہے تھے حالانکہ انہیں ڈونلڈ ٹرمپ کی اسلام دشمنی اچھی طرح معلوم ہے۔

آئیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں ندامت و بے بسی اور ضعف و بے چارگی کے چند آنسو بہا کر دل سے التجاء و دعا کریں کہ امت مسلمہ کو پھر سے کوئی صلاح الدین ایوبی، یا نور الدین زنگی نصیب ہو، جو فلسطین کو غاصبوں کے پنجہ ستم سے نجات دے اور مسجد اقصیٰ کی اداس راتوں کو نور تو حید سے معمور کرے۔

ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

(بشکریہ: ماہنامہ ”الخیّر“ ملتان)

مترجم: عبدالناصر ترمذی

توبہ و استغفار کی کثرت

علامہ عبدالوہاب شمرانی رحمہ اللہ تعالیٰ (۸۹۷ھ-۹۷۳ھ) مصر میں بہت بڑے ولی اللہ اور صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے جامع تھے، اس لیے آپ کی کتب علماء اور صوفیا حضرات دونوں میں مقبول ہیں۔ تصوف کے موضوع پر آپ کی بہت سی کتب کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ زیر نظر مضمون ”توبہ و استغفار کی کثرت“ آپ کی مشہور کتاب ”تنبیہ المغترین“ کے باب چہارم کے کچھ حصہ کا ترجمہ ہے، جس میں توبہ و استغفار کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ (از مترجم)

اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ رات دن کثرت کے ساتھ توبہ و استغفار میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ ان پر یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے کسی بھی فعل میں گناہ سے محفوظ نہیں یہاں تک کہ اولیاء اللہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی عبادات بھی توبہ کی محتاج ہیں، اور وہ اپنی عبادات میں خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ کی کمی کی وجہ سے اپنی نیکیوں پر بھی توبہ و استغفار کرتے ہیں اور یہی سلف صالحین کا طریقہ ہے جبکہ ہمارے زمانے کے خود ساختہ صوفیاء کا خیال اس کے خلاف ہے۔ یہاں تک کہ میں نے انہی صوفیوں میں سے بعض حضرات سے ایک مرتبہ سنا کہ بحمد اللہ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہم پر کوئی گناہ نہیں۔ میں نے کہا کیسے؟ تو کہنے لگے کیونکہ ہم جانتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر کام کے کرنے والے ہیں نہ کہ ہم۔ میں نے ان سے کہا تم پر توبہ واجب ہے کیونکہ تم نے شریعت کے تمام ارکان کو گرا دیا ہے اور اس کی حدود کو باطل کر دیا ہے۔

اللہ کی قسم! اگر میں بادشاہ ہوتا تو ان جیسے لوگوں کی گردنیں مار دیتا۔ بلاشبہ تمام انبیاء و رسل اور اکابرین امت اس بات کو جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام افعال کے خالق ہیں لیکن اس کے باوجود وہ بکثرت توبہ اور استغفار میں مشغول رہتے اور اتنا زیادہ روتے تھے کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو جایا کرتی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ کیا میں تمہارا مرض اور اس کی دوا نہ بتا دوں؟ بے شک تمہارا مرض تمہارے گناہ ہیں اور استغفار اس کی دوا ہے۔

توبہ و استغفار ذریعہ نجات ہے

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ: اس شخص پر تعجب ہے جو اپنے پاس نجات کے ہوتے ہوئے بھی ناامید ہوتا ہے۔ سوال کیا گیا کہ: نجات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا توبہ اور استغفار کی کثرت کرنا۔

حضرت فضیل بن عیاض فرمایا کرتے تھے کہ: گناہوں کو جڑ سے اکھاڑے بغیر توبہ کرنا جھوٹے آدمی کی توبہ ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے یوں ہمکلام ہوتے تھے کہ: اے اللہ! بلیس آپ کا بھی دشمن ہے اور ہم سے بھی مخالفت رکھتا ہے، آپ کے ہمیں معاف اور درگزر کرنے سے زیادہ کوئی چیز نہ اسے زخمی کرتی ہے اور نہ غصہ دلاتی ہے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہمیں معاف فرما دیجئے۔

ترک معصیت کی فضیلت

حضرت ابو عبد اللہ انطاکی فرمایا کرتے تھے کہ ایک گناہ کا چھوڑنا اگرچہ وہ چھوٹا ہو رحمت کی طرف زیادہ امید دلانے والا ہے بنسبت ہزار حج کرنے، ہزار غزوات میں شریک ہونے اور ہزار غلام آزاد کرنے کے جن کو آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک جھوٹ کا چھوڑنا یا ایک وعدہ خلافی یا ایک بدنظری سے پچنا رحمت اور مغفرت کی طرف زیادہ امید دلانے والا ہے اس کثرت نوافل سے جو جھوٹ، بدنظری، یا وعدہ خلافی کے ساتھ ہو۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ: عقلمند آدمی چار باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا: (۱) نامرد کی جماع سے بے رغبتی (۲) خواتین کا زہد (۳) لشکری کی

توبہ (۴) نابالغ کی قراءت۔

حضرت رابعہ عدویہ فرماتی ہیں کہ ہماری توبہ بھی عدم صدق کی وجہ سے توبہ کی محتاج ہے۔

توبہ کی فضیلت

حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں کہ توبہ کرنے والے جہنم پر سے گزریں گے لیکن وہ اسے دیکھ نہیں سکیں گے، چنانچہ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! کیا آپ نے ہم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم جہنم سے گزریں گے؟ ان سے کہا جائے گا کہ تم جہنم سے گزرے ہو لیکن تمہارے توبہ کرنے کی وجہ سے اسے تمہارے لیے بجھا دیا گیا تھا۔ بے شک جہنم گناہ اور گناہوں پر اصرار کی وجہ سے بھڑکتی ہے۔

اور اس بات پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ قتل کرنے والے کی توبہ، ناحق مال لینے والے کی توبہ، شراب پینے والے کی توبہ، اور تمام گناہوں سے توبہ صحیح ہے۔
حضرت مسروق سے مؤمن کو قتل کرنے والے کی توبہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اس دروازے کو بند نہیں کرتا جس کو اللہ تعالیٰ نے کھولا ہوا ہے۔

مؤمن کی توبہ پر شیطان کی ذلت

حضرت ابوالجوزاء فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی گناہ کرے اور پھر اس پر ہمیشہ نادم رہے، یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے تو شیطان کہتا ہے کہ کاش! میں اسے اس گناہ میں مبتلا ہی نہ کرتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام گناہ گاروں میں سے بہترین شخص توبہ کرنے والا ہے، پھر یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے: ان الله يحب التوابين بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف کثرت سے رجوع کریں۔ (البقرہ: ۲۲۲)
حضرت ربیع بن خثیم فرمایا کرتے تھے کہ تم سے کوئی شخص بھی استغفر اللہ و اتوب الیہ (میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں) نہ کہے،

یہ جھوٹ اور گناہ ہے اگر وہ اس طرح نہ کرے، لیکن وہ یوں کہے: اللھم اغفر وتب علی
(اے اللہ! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما) تو ان سے کہا گیا کہ بندے کا استغفر اللہ
کہنا تو حدیث میں آیا ہے؟ انہوں نے فرمایا وہ سچے لوگوں کے لیے ہے۔
بخشش الہی

حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ نہ مجھے قرآن وحدیث میں یہ بات ملی
اور نہ ہی کسی اور ذریعہ سے میرے علم میں آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہو کہ میں گناہ
معاف نہیں کروں گا۔

میں کہتا ہوں اس سے خاص طور پر شاید یہی الفاظ مراد ہیں ورنہ قرآن کریم میں
صراحت ہے کہ: ان الله لا يغفران ليشرك به (بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ
اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے)۔ چنانچہ ابن عباس کا یہ کلام اہل اسلام کے گناہوں پر
محمول ہوگا جیسا کہ علماء نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ان الله يغفر الذنوب جميعاً (الزمر: ۵۳)
(بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے) کو اہل اسلام کے گناہوں پر محمول
کیا ہے۔

حضرت ثابت بنانی فرمایا کرتے تھے کہ: حضرت داود سے جو لغزش ہوئی اس کے
بعد جب بھی وہ کوئی چیز پیتے اس میں ان کے آنسوؤں کی آمیزش ہوتی تھی۔
مالک بن دینار پر غشی طاری ہونا

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ: میں اپنے ایک مریض پڑوسی کی عیادت
کے لیے گیا جو گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، میں نے اس سے کہا اے بھائی! اللہ سے عہد کر کہ
تو توبہ کرے گا شاید کہ اللہ تعالیٰ تجھے شفا دیں، وہ رو پڑا۔ میں نے گھر کے ایک کونے سے
کہنے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا: ”اگر اس کا عہد تیرے اس عہد کی طرح ہو جو تو ہم سے
کیا کرتا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ تو نے کئی بار ہم سے وعدہ کیا لیکن ہم نے تجھے

جھوٹا پایا۔ کہا جاتا ہے یہ سن کر مالک بن دینار پر غشی طاری ہو گئی۔

حضرت ذوالنون مصری فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری قوت سے زیادہ رزق دیتے ہیں، اور ہماری قوت سے کم کا مکلف بناتے ہیں، لیکن ہم اس رزق پر کفایت نہیں کرتے جو ہماری قوت سے زیادہ ہے اور اپنی قوت کو اس چیز میں خرچ نہیں کرتے جس کا ہمیں مکلف بنایا گیا ہے۔

حضرت مجاہد فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص صبح وشام توبہ نہ کرے وہ ظالمین میں سے ہے۔

توبہ توڑنے کے بعد توبہ کرنے کی فضیلت

حضرت حسن بصری سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو توبہ کرے اور پھر اس کو توڑ دے، پھر توبہ کرے اور پھر توڑ دے اور اسی طرح کرتا رہے۔ تو آپ نے فرمایا میں اس کو مومن سمجھتا ہوں کیونکہ وہ مومنین کے طریقہ پر چل رہا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ فرمایا کرتے تھے کہ گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد ایک گناہ کرنا توبہ سے قبل ستر گناہوں کے کرنے سے زیادہ قبیح ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ سے سوال کیا گیا کہ سچی توبہ کی کیا علامت ہے؟ آپ نے فرمایا: چار چیزیں: دنیا کا کم ہونا، خود کو کمزور اور عاجز سمجھنا اور نیکیوں کے ساتھ اللہ کے زیادہ قریب ہونا اور اپنی نیکیوں کو کم اور ناقص سمجھنا۔

حضرت بکر بن عبد اللہ المزین فرمایا کرتے تھے کہ: گناہ گار شخص کا تمام مجالس اور دروازوں پر جا کر لوگوں سے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرانا، ان سے ایک نوالہ کھانے یا استعمال شدہ کپڑے وغیرہ کا سوال کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ سے سوال کیا گیا کہ تائب کون ہے آپ نے فرمایا وہ شخص جو بچپن اور جوانی سے ہی توبہ کو لازم پکڑ لے یہاں تک کہ وفات پا جائے، اور بوڑھوں کی توبہ توبہ نہیں ہے کیونکہ ان کی معاصی کی خواہش والی آگ بجھ جاتی ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کا

وعدہ ہے کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک توبہ قبول کرتا رہے گا۔

حضرت سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد: رَبِّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِىْ نَفْسِكُمْ اِنْ تَكُونُوا صَالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلّٰہِ اَبۡسَرُ (الاسراء: ۲۵) (تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔ اگر تم نیک بن جاؤ، تو وہ ان لوگوں کی خطائیں بہت معاف کرتا ہے جو کثرت سے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں) ان لوگوں کے متعلق نازل ہوا ہے جو گناہ کر کے پھر توبہ کر لیتے ہیں، پھر گناہ کرتے ہیں اور پھر توبہ کر لیتے ہیں۔

عذاب الہی سے حفاظت کا ذریعہ

حضرت فضیل بن عیاض فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد! گناہگاروں کو خوشخبری سنا دو کہ اگر وہ توبہ کریں تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا اور صدیقین کو ڈراؤ کہ اگر میں نے ان پر انصاف قائم کیا تو انہیں عذاب دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن حبیب فرمایا کرتے تھے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے تم پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہو تو صبح و شام استغفار کیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے جو شخص کسی گناہ میں مبتلا ہوا اور پھر دل میں اسے یاد کر کے ڈرا تو اس کا وہ گناہ لوح محفوظ سے مٹا دیا جاتا ہے۔

فضیل بن عیاض کی مجاہدین کے لیے نصیحت

حضرت فضیل بن عیاض جہاد کے ارادے سے نکلنے والے مجاہدین سے فرمایا کرتے تھے کہ تم پر توبہ لازم ہے کیونکہ وہ تم سے اس چیز کو دور کرتی ہے جس کو تلوار دور نہیں کرتی۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب قوم یونس نے عذاب کے آثار دیکھے تو ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے اللہ! بے شک ہمارے گناہ بہت بڑے ہیں لیکن آپ کی عظمت (اور غفور و درگزر) ان سے کہیں بڑھ کر ہے، پس آپ ہمارے ساتھ وہ

معاملہ نہ کیجئے جس کے ہم اہل ہیں، آپ ہمارے ساتھ وہ معاملہ کریں جس کے آپ اہل ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کر دیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ اپنی رات کی مناجات میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ: اے اللہ! میرے گناہ مجھے عذاب میں مبتلا کرتے ہیں اور میری توبہ مجھے پگھلاتی ہے۔ میری ساری زندگی اسی (گناہوں کے) عذاب (کو جھیلنے) اور پگھلنے میں بسر ہو گئی۔

حضرت حبیب بن تمام فرمایا کرتے تھے جو شخص کسی گناہ میں مبتلا ہوا، پھر اللہ سے ڈرا کہ وہ اس گناہ پر عذاب دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کا وہ گناہ معاف کر دیتے ہیں۔
توبہ کا دروازہ مسلسل کھلا رہتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ہر دروازہ کھلتا اور بند ہوتا ہے سوائے توبہ کے دروازے کے، کیونکہ اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو اسے بند نہیں ہونے دیتا۔ اللہ سے دعا کرو اور ناامید مت ہو۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم فرمایا کرتے تھے کہ: ہم نے کافر کے اسلام کے بارہ میں مذاکرہ کیا کہ اسلام لانے سے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟ تو میں نے کہا مجھے امید ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات کا زیادہ حقدار ہے کیونکہ مسلمان کا توبہ کرنا دوبارہ اسلام لانے کی مثل ہے، یعنی وہ شہادتین کا تکرار کر رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کی قدر

حضرت عبداللہ بن سلام فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہیں قرآن کریم اور حدیث مبارکہ سے بتاتا ہوں کہ جو شخص کسی گناہ میں مبتلا ہوا، پھر آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی اس گناہ پر نادم ہوا اور اللہ سے توبہ واستغفار کی تو آنکھ جھپکنے سے بھی زیادہ تیزی سے وہ گناہ اس سے دور کر دیا جاتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تو ایمین کے

پاس بیٹھو بے شک وہ زیادہ نرم دل ہوتے ہیں۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو شخص توبہ کرتا رہے وہ گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں اگرچہ ستر مرتبہ توبہ توڑے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم فرمایا کرتے تھے کہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ عذاب دینا چاہیں اسے توبہ کی توفیق نہیں دیتے۔

حضرت فضیل بن عیاض سے پوچھا گیا کہ: بندے کے استغفر اللہ کہنے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا: (درحقیقت یہ بندے کی اپنے رب سے درخواست ہے کہ) اے اللہ! میرے گناہوں کو واپس کر دے۔

حضرت وہب بن منبہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے ندامت سے پہلے توبہ کی تو اس نے اللہ کے ساتھ مذاق کیا جبکہ اسے اس کا شعور بھی نہیں ہے، بے شک یہ جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ آیت مبارکہ بھی اس بات کی مکمل تائید کرتی ہے: افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم۔ (المائدہ: ۷۴) (کیا پھر بھی یہ لوگ معافی کے لیے اللہ کی طرف رجوع نہیں کریں گے اور اس سے مغفرت نہیں مانگیں گے؟ حالانکہ اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے)۔

اس آیت مبارکہ میں استغفار کو توبہ سے مؤخر کیا ہے جو ندامت پر مشتمل ہے، غور کر ”واؤ“ یہاں ترتیب کے لیے ہے۔

مسلمان کی ایک عجیب حالت

حضرت یحییٰ بن معاذ سے سوال کیا گیا کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے کہ جب وہ کسی گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تو اپنے اس گناہ پر اللہ تعالیٰ کے مطلع ہونے سے زیادہ لوگوں کے مطلع ہونے کو ناپسند کرتے ہیں، کیا ان کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے احسان کو کم سمجھنے کی وجہ سے ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کرم و سخاوت کی زیادہ معرفت کی وجہ سے ہے

بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ لوگوں کے برعکس اپنے بندوں کو سزا نہیں کرتے۔
رحمت الہی

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک اعرابی اپنی دعا میں کہا کرتا تھا کہ: اے اللہ! گناہ پر اصرار کے ساتھ میرا استغفار کرنا کمینگی ہے اور میرا استغفار ترک کرنا آپ کی بخشش اور رحمت کا علم ہونے کے ساتھ عاجزی ہے۔ پس آپ میری کمینگی کو اپنی رحمت کی امید کی وجہ سے معاف کر دیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ جب فرمان باری تعالیٰ: فَقُولَالَهُ قَوْلًا لِّیْنَ الْعِلَّہِ یتذکر اوبخشی (طہ: ۴۴) (دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا، شاید وہ نصیحت قبول کرے، یا اللہ) سے ڈر جائے (سنتے تو ارشاد فرماتے، اے اللہ! آپ کا یہ قول اس شخص کے حق میں ہے جس نے انسا ربکم الاعلیٰ (النازعات: ۴۴) (میں تمہارا علیٰ درجے کا پروردگار ہوں) کہنے کی جسارت کی تھی، اس شخص کے ساتھ آپ کی نرمی کا کیا معاملہ ہوگا جس نے آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، بلکہ وہ اس بات کو جانتا اور اقرار کرتا ہے کہ آپ ہی اللہ ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ وحدہ لا شریک ہیں۔

اور آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن مسلمانوں سے اپنے فضل اور احسان کے ساتھ حساب لیں گے جبکہ کفار سے دلیل اور عدل کے ساتھ، چنانچہ اے بھائی! اس بات کو خوب سمجھ لے اور جب تک اس دنیا میں ہے استغفار کی کثرت کر کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھانے والا ہے اور تو اپنے گناہوں کے مٹنے کا وہم نہ کر ان افعال کے کرنے سے کہ جن افعال کو شریعت نے ان گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے کیونکہ بسا اوقات اس کے لیے ایسی شرائط ہوتی ہیں جو تو ادا نہیں کرتا اور جان لے کہ مومن کبھی مطمئن نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے، اس بات کو خوب سمجھ لے اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی مدظلہم

”مظاہر حق جدید“ میں تحریف اور علمی خیانت

”مظاہر حق“ اردو زبان میں مشکوٰۃ شریف کی مشہور اور مقبول عام شرح ہے، جو برصغیر پاک و ہند میں عرصہ دراز سے شائع ہو رہی ہے، علماء و طلبہ میں متداول ہے اور مختلف مکتبوں سے شائع ہو رہی ہے۔ حال ہی میں اس کا ایک ایڈیشن نئی ترتیب کے ساتھ مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔ جس میں مرتب نے غلط نظریات و عقائد کو مؤلف کتاب حضرت مولانا نواب قطب الدین قدس سرہ کی طرف منسوب کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی مدظلہم نے اس تحریف اور علمی خیانت پر مرتب کو ایک خط لکھ کر تنبیہ کی۔ ذیل میں حضرت مدظلہم کا وہ مکتوب گرامی جو انہوں نے مرتب کو ارسال کیا تھا علماء و طلباء کے افادہ کے لیے پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

محترم جناب مولانا شمس الدین صاحب مدرس دارالعلوم مدنیہ چنیوٹ شہر

سلام مسنون! عرض آنکہ آپ کی مرتبہ کتاب مظاہر حق جو کہ حضرت نواب قطب الدین صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے ان کے نام سے شائع کی گئی ہے دیکھنے کا موقع ملا اور بہت افسوس ہوا کہ آپ نے کتاب میں کئی مقامات پر تحریف اور علمی خیانت کا ارتکاب کیا، کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ حضرت نواب صاحب کا نام استعمال نہ کرتے اور اپنے ہی نام سے مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اور شرح شائع کر دیتے اور اس میں اپنے باطل (ممانی) نظریات بھرتے یا کچھ اور تو کسی کو اعتراض کا حق نہ ہوتا مگر حضرت نواب صاحب قدس سرہ جو کہ صحیح العقیدہ، اہل سنت کے مسلم محدث اور حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ممتاز تلمیذ رشید ہیں ان کی طرف آپ نے غلط عقائد منسوب کر دیے تاکہ کچھ عرصہ کے بعد جب اصل پرانے نسخے ناپید ہو جائیں گے تو یہی آپ کے باطل عقیدوں پر مشتمل کتاب کو ہی لوگ اصل کتاب سمجھیں گے اور نواب صاحب مرحوم کو بھی انہی عقائد باطلہ کا حامل قرار دیں گے اور اس کا سب و بال آپ کی گردن پر ہوگا جبکہ نواب صاحب اس سے بری الذمہ ہوں گے۔

پہلے یہ تحریف اور الحاق کا کام شیعہ کرتے تھے کہ اکابر اہل سنت کی کتب میں اپنے

عقائد باطلہ کا الحاق کرتے تھے جس کی پوری تفصیل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب، تحفہ اثنا عشریہ میں بیان فرمائی ہے اور اب یہ کام آنجناب نے سرانجام دے کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

اس پر دیگر اہل علم حضرات سے بھی التماس ہے کہ غور فرمائیں اور دوسرے حضرات کو بھی اس خیانت پر مطلع فرمائیں تاکہ تمام قارئین اور بالخصوص دینی مدارس کے طلباء گمراہی اور بدگمانی کے گناہ سے بچ سکیں۔

اب آپ کی تحریف اور علمی خیانت کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

خیانت نمبر ۱:

خود حضرت نواب صاحب نے اپنی پوری سند حضرت شاہ اسحاق رحمہ اللہ سے لے کر مصنف مشکوٰۃ تک ص ۳ پر تحریر فرمائی تھی آپ نے اس کو حذف کر دیا اور کوئی وجہ بھی حذف کرنے کی تحریر نہیں کی۔

خیانت نمبر ۲:

حضرت نواب صاحب نے اپنی کتاب میں ص ۶ سے لے کر ص ۱۳ تک ائمہ مجتہدین اور محدثین کے احوال تفصیل سے تحریر کیے تھے آپ نے خیانت کا ارتکاب کر کے ان سب کو نکال دیا۔

خیانت نمبر ۳:

حضرت نواب صاحب نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پہلے اور خطبہ کے بعد ص ۱۵ پر ایک فصل قائم کر کے محدثین کی اصطلاحات بیان فرمائی تھیں آپ نے ان کو نکال باہر کیا۔ معلوم نہیں آپ کی اس خیانت میں کیا مصلحت کا فرما ہے؟

خیانت نمبر ۴:

باب المواقیت میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے تحت ج اص

۱۹۰ پر مرزا خیر اللہ کا مرتبہ نقشہ اوقات صلوٰۃ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا پسند فرمودہ تھا آپ نے خیانت کر کے اس کو بھی نکال دیا۔
خیانت نمبر ۵:

باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلہا کی فصل ثانی میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت جس میں وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لله ملئکة سیاحین فی الارض (الحديث) اس روایت کی تشریح کو آپ نے مکمل بدل دیا ہے چنانچہ اصل عبارت یوں ہے۔

فائدہ: امت کی طرف سے سلام جبکہ سلام بھیجتے ہیں مجھ پر قلیل ہو یا کثیر اور یہ مخصوص ہے اس کے لیے کہ دور ہے مزار شریف سے یعنی جو وہاں جا کر بھیجتا ہے تو بلا واسطہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں احتیاج فرشتوں کے پہنچانے کی نہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف حیات دائمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خوش ہونے ان کے بسبب پہنچنے سلام امت کے اشارہ ہے طرف قبول سلام کے، کہ قبول کرتے ہیں، اس کو فرشتے اٹھالے جاتے ہیں طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آگے آوے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب بھی سلام کا دیتے ہیں اس کو جو سلام بھیجتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے نام لیتے ہیں اس کا مثلاً کہتے ہیں یا رسول اللہ! بے چارہ مسکین محمد قطب الدین ابن محمد محی الدین یقرئک السلام یعنی وہ سلام عرض کرتا ہے خدمت بابرکت میں۔

جان می دہم در آرزوئے قاصد آخر باز گو در مجلس آں نازنین حرفے کہ از ما میرود
(جلد نمبر ۱ ص ۲۹۸ مکتبہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور)

جبکہ آپ نے اس روایت کی تشریح ص ۷۴۸ پر یوں کی ہے۔

تشریح: جب کوئی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے تو ملائکہ اس درود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے ہیں اس حدیث سے ایک تو یہ

بات معلوم ہوئی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات برزخیہ حاصل ہے تب ہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں صلوٰۃ کو پیش کیا جاتا ہے دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درود سے خوش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام کے پڑھنے والے کے لیے سعادت ہے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب صلوٰۃ و سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کر دیا جاتا ہے تو وہ درجہ قبولیت کو پہنچ جاتا ہے تب ہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا ہے۔

خیانت نمبر ۶:

اسی فصل کی اگلی روایت جو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ما من احد یسلم علیّ الا رد اللہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السلام اس روایت کی تشریح بھی آپ نے اپنی طرف سے درج کر دی ہے کیونکہ اصل عبارت یوں ہے۔

فائدہ: عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں عالم برزخ میں اس لیے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں ہیں وقت سلام کرنے کسی کے روح بدن مبارک میں لے آتے ہیں۔

جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ مراد روح بھیجنے سے یہ نہیں ہے کہ روح بدن مبارک میں نہیں اب بھیجتے ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ روح مبارک جو مشاہدہ رب العزت میں مستغرق ہے اس کو اس حالت سے افقت دے کر اس عالم کی طرف متوجہ کرتے ہیں تاکہ صلوٰۃ و سلام سنیں۔ پس اس توجہ اور آگاہ کرنے کو یوں کہا کہ بھیجتا ہے اللہ روح مجھ پر۔ والانبیاء صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم زندہ ہیں قبروں میں۔ اب آگے کلام اس میں رہا کہ یہ فضیلت خاص زیارت کرنے والوں ہی کے لیے ہے یا عام ہے؟ ظاہر یہ ہے کہ عام ہے یعنی خواہ دور سے

سلام بھیجیں یا مزار مبارک پر جا کر، مگر یہ کہ سلام زیارت کرنے والوں کا بے واسطہ ملائکہ کے سنتے ہیں اور دور والوں کا بواسطہ ملائکہ کے جیسا کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ تیسری فصل میں ہے، سے ظاہر ہوتا ہے۔

جبکہ آپ نے اس روایت کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ:

تشریح: اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو لوٹا دیتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں زندہ ہیں کیونکہ عالم کی کل تین قسمیں ہیں:

(۱) عالم دنیا اس میں جسم ظاہر ہوتا ہے اور روح پس پردہ ہوتی ہے اور احکام جسم پر لگتے ہیں۔ (۲) عالم برزخ: اس میں روح ظاہر ہوتی ہے اور جسم پس پردہ ہوتا ہے اور احکام روح پر جاری ہوتے ہیں اور عالم برزخ کی وسعت دنیا کے مقابلے میں اس طرح ہے جس طرح ماں کے پیٹ کے مقابلے میں عالم دنیا کی وسعت ہے۔ (۳) عالم آخرت: اس میں جسم اور روح دونوں ظاہر ہوں گے اور دونوں کی حیثیت مساوی ہوگی اور دونوں سے احکام کا تعلق ہوگا اور دونوں مسئول ہوں گے۔

خیانت نمبر ۷:

اسی طرح اس باب کی فصل ثالث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کی روایت جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: من صلی علیّ عند قبری (الحديث) اس کی تشریح بھی آپ نے اپنی طرف سے درج کی ہے اصل عبارت ص ۳۰۲ پر یوں ہے۔

فائدہ: یعنی پاس والے کا درود خود سنتا ہوں بلا واسطہ اور دور والے کا درود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہر صورت دیتا ہوں اس سے معلوم کیا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام

بھیجنے والے کو، خصوصاً بہت بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آئے سعادۃ ہے چہ جائے کہ ہر سلام کا جواب آئے۔

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب

کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

جبکہ آپ نے اس روایت کی تشریح ص پر یوں قلم بند فرمائی ہے:

تشریح: اس حدیث میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو آدمی میری قبر پر حاضر ہو کر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو آدمی دور سے درود پڑھتا ہے وہ مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ درود و سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کیا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لاتے بعض اہل بدعت عشق کا دعویٰ کرتے ہیں اور محبوب کے پاس جانے کی بجائے اپنے ہاں بلانے پر اصرار کرتے ہیں۔
خیانت نمبر ۸:

باب الجمعہ: فصل ثانی میں اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ان من افضل ايامکم يوم الجمعة فيه خلق آدم (الحديث) کی تشریح میں آپ نے کچھ دیانت اور کچھ خیانت کا مظاہرہ کیا یعنی جہاں تک آپ کے مطلب کی بات تھی اس کو تو ذکر کیا لیکن جہاں سے آپ کی مخالفت شروع ہوئی تو آپ نے عبارت ہی بدل دی چنانچہ اصل عبارت ص ۴۴۴ پر یوں ہے:

”اور اخیر حدیث کا حاصل یہ ہے کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے نہ حیات معنوی روحانی جیسے کہ شہداء کو ہے اور سوا ان کے اور اموات بھی سنتے ہیں سلام اور کلام اور عرض ہوتے ہیں اعمال اقرباء ان کے بعض ایام میں۔“

جبکہ آپ نے ص ۱۰۰۰ پر اس کو یوں ذکر کیا ہے: ان اللہ حرم ... (الحديث)
 ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے عام مردوں کی طرح انبیاء کے اجسام مطہرہ گل سڑ کر
 ختم نہیں ہوتے بلکہ قیامت تک محفوظ و مامون و معطر رہتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ انبیاء کا
 کفن تک بھی میلا نہیں ہوتا، وہ بھی قیامت تک اسی طرح تازہ رہے گا جس طرح کہ پہنایا
 تھا۔ فان صلوتکم معروضۃ علی اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر
 مبارک میں حیات جسمانی حقیقی حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی
 ہے کہ جب بھی کوئی آدمی درود پڑھتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش
 کرتے ہیں.....

خیانت نمبر ۹:

اسی طرح اس باب کی فصل ثالث میں حضرت ابودرداء رضی اللہ کی روایت ہے جس
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: اکثروا الصلاة علی يوم الجمعة... (الحديث)
 اس میں بھی آپ نے رد و بدل کیا ہے چنانچہ اصل عبارت ص ۴۴۲ پر یوں ہے:
 ”آگے اس کے ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بطریق استفہام کے کلام مذکور عرض
 کیا بگمان اس کے کہ یہ حکم خاص ساتھ حالت ظاہری ہی کے ہے اور حرام کیا ہے یعنی منع کیا
 ہے زمین کو کھانے بدنوں ان کے سے۔ پس نہیں فرق ہے واسطے ان کے بیچ دونوں حالتوں
 کے یعنی حالت زندگانی اور مرنے کے اس لیے کہا گیا ہے: اولیاء اللہ لا یموتون ولكن
 ینتقلون من دار الی دار اور رزق دیے جاتے ہیں یعنی رزق معنوی اور منافی نہیں ہے کہ
 انبیاء کو رزق حسی بھی ہو چنانچہ ظاہری ہی بات ہے جیسا کہ ارواح شہداء کے حق میں آیا ہے
 کہ کھاتے ہیں میوے جنت کے پس انبیاء تو اشرف ہیں ان کے لیے کیوں نہ یہ بات ہو۔
 جبکہ آپ نے اس کو ص پر یوں نقل کیا ہے:

فنبی اللہ حی یرزق یہ بات ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ انبیاء کے اجسام مطہرہ

اپنی اپنی قبروں میں بالکل محفوظ اور معطر ہیں اور کفن سمیت اسی طرح تروتازہ ہیں جس طرح اس وقت تازہ تھے جس وقت قبر مبارک میں رکھے گئے تھے اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔ محض سرسری مطالعہ سے یہ چند خیانتیں سامنے آئی ہیں اگر تفصیل سے بنظر غائر دیکھا جائے تو نامعلوم کتنی مزید خیانتیں اور سامنے آئیں گی۔ فالی اللہ المشتکی۔

التماس:

دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ان خیانتوں سے رجوع کریں اور کتاب کی اصلاح کریں نیز اپنے رجوع اور کتاب میں اصلاح کی اطلاع اور اعلان بھی کسی مناسب طریقہ سے کریں کیونکہ اشاعت کے بعد کتاب کئی لوگوں کے ہاتھ پہنچ چکی ہے، یا پھر نواب صاحب قدس سرہ کا نام ہٹا کر اپنا نام بطور مترجم و شارح کے لکھیں اور کتاب کا نام بھی کوئی دوسرا تجویز کریں تاکہ لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ نہ لگے۔

احقر نے جس نسخے کے صفحات لکھے ہیں وہ شیخ غلام علی ایندسنز لاہور کا مطبوعہ ہے اور یہی قبل ازیں دہلی اور لکھنؤ سے شائع ہوتا رہا ہے۔ اپنے عریضہ کی کاپی ناشر کتاب (مکتبہ العلم اردو بازار لاہور) اور دیگر اہل مدارس کو بھی بھیج رہا ہوں تاکہ علماء کرام آپ کی جسارت اور علمی خیانت پر مطلع ہو کر احتیاط کا پہلو اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توبہ کی توفیق و ہمت عطا فرمائے اور اگر توبہ نہ کی تو یقیناً عاقبت خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ واللہ الموفق وهو یهدی السبیل۔ فقط والسلام

جواب کا منتظر۔۔۔ آپ کا خیر خواہ

الاحقر شیر محمد علوی سابق مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

ومدیر دارالافتاء جمیلی مدرسہ خدام اہل سنت تعلیم القرآن

کرم آباد وحدت روڈ لاہور

۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ بمطابق ۳۰ نومبر ۲۰۱۷ء

عبدالناصر ترمذی

تکافل اور غیر سودی بینکاری... ایک ضروری وضاحت

تکافل اور غیر سودی بینکاری کا مسئلہ علماء عصر کے درمیان مختلف فیہ ہے، علماء واکابر کا ایک گروہ اس کے جواز کا قائل ہے جبکہ دوسرے گروہ کو دلائل کی بنیاد پر اس سے اتفاق نہیں، زمانہ قریب میں اس موضوع پر کافی کچھ لکھا جا چکا ہے، جس میں دونوں طرف کے دلائل بڑی وضاحت کے ساتھ سامنے آ گئے ہیں۔

دارالافتاء جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا کا مؤقف حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم و عمت فیضہم کی تحقیق انیق کے عین مطابق ہے اور اسی کے مطابق یہاں سے فتویٰ بھی جاری ہوتا ہے۔ نیز حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم رئیس دارالافتاء جامعہ حقانیہ کی رائے گرامی بھی اس سلسلہ میں واضح ہے۔ فتاویٰ عثمانی ج ۳ اور جامعہ ہذا کے ترجمان مجلہ ”الحقانیہ“ میں شائع شدہ آپ کے مضامین اس پر شاہد ہیں۔ یہ بات اہل علم اور جامعہ کے متعلقین سے مخفی نہیں۔

حال ہی میں ایک کتاب ”معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع مناقب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ“ کے نام سے شائع ہوئی ہے جو اپنے موضوع پر ایک مفید، باحوالہ اور مدلل تحریر ہے۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ مؤلف کتاب اپنے موضوع تک ہی محدود رہتے اور غیر متعلقہ مختلف فیہ مسئلہ پر جائین کا موقف جانے بغیر خامہ فرسائی سے گریز کرتے جبکہ ماضی قریب میں متعدد تحریریں بھی اس موضوع پر لکھی جا چکی ہیں۔ یا کم از کم دونوں طرف کی انہی تحریروں کو پڑھنے کی زحمت گوارا کر کے کسی جانب کی تائید یا تردید کرتے۔

نیز مؤلف کو اپنے طرز تحریر کی طرف توجہ دینا بھی نہایت ضروری ہے، کیونکہ مؤلف کا اسلوب بیان ہرگز ہرگز نہ تو فتویٰ کی زبان سے میل کھاتا ہے اور نہ ہی مروت و اخلاق

کے تقاضوں پر پورا اترتا ہے، اور نہ ہی اس طرز تحریر سے کسی اصلاح کی امید کی جاسکتی ہے۔
 مؤلف کا انداز تحریر ملاحظہ ہو ص ۳۷ پر لکھتے ہیں:
 ”لہذا تمام ملازمین تکافل اور جواز تکافل کے حامی
 علماء کرام بھی ”اجرائے سود“ و ”ڈاکہ“ کا سبب
 بننے کی وجہ سے شرعاً گنہگار ہیں۔“

واضح ہو کہ فقہی مسائل میں دلائل کی بنیاد پر اختلاف رائے ہونا کوئی مذموم بات
 نہیں لیکن اکابر پر تنقید اور ان سے اختلاف کرتے ہوئے اصاغر کو اختلاف عن الاکابر سے
 متعلق اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے طرز تنقید و اختلاف کو ملحوظ خاطر رکھنا بھی ضروری ہے، جو
 اعجاب کل ذی رأی برآیہ کے اس دور میں ہم جیسے کم کوش طالب علموں کے لیے
 سرمہ بصیرت اور سرمایہ حیات ہے۔

ضروری وضاحت

کتاب ہذا کے ٹائٹل پر ”پسند فرمودہ“ کے عنوان سے حضرت مولانا مفتی سید
 عبدالقدوس ترمذی مدظلہم کا نام بھی درج ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مدظلہم نے یہ تحریر
 اس رسالہ کے سابقہ شائع شدہ ایڈیشن پر ۴ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ میں لکھی تھی، جس میں
 اس مسئلہ مختلف فیہ کا ذکر تک نہیں تھا۔

اس اضافہ شدہ ایڈیشن کو مفتی صاحب مدظلہم کی طرف منسوب کرنا، اس کو علمی
 خیانت اور دانستہ غلطی کے علاوہ کوئی اور نام دینا مشکل ہے، کیونکہ کتاب ہذا کے ص ۱۷ پر
 ”تکافل کے فتویٰ سے رجوع“ کے تحت جو ”گل افشانی“ فرمائی گئی ہے حضرت مدظلہم کا
 موقف اس سے یکسر مختلف اور حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کے موقف کے عین
 مطابق ہے اور مؤلف کتاب نے حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے اس موقف سے آگاہ
 ہونے کے باوجود ان کی طرف عدم جواز کی نسبت کر کے عوام میں ایک خلفشار اور بے چینی کو

جنم دیا ہے، اور ملک کے طول و عرض سے بہت سے حضرات کو وضاحت کے لیے دارالافتاء جامعہ حقانیہ ساہی وال سے رجوع کرنا پڑا۔

لہذا اس خلفشار اور بے چینی کو ختم کرنے اور حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی طرف عدم جواز کی غلط نسبت کی تردید کے لیے یہ وضاحت ضروری ہے کہ:

تکافل اور اسلامی بینکاری سے متعلقہ مسائل میں
حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم کی
رائے حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی
رائے گرامی اور تحقیق کے عین مطابق ہے۔ اور ان
مسائل میں جامعہ حقانیہ کے دارالافتاء سے یہی فتویٰ
جاری کیا جاتا ہے کہ جن حضرات کو حضرت مفتی محمد تقی
عثمانی مدظلہم کی تحقیق پر اعتماد ہے وہ اس پر عمل کر سکتے
ہیں۔

اب رہا یہ کہ بینک والے حضرت مدظلہم کے دیے ہوئے خاکہ پر عمل نہیں کرتے،
اگر حقیقت میں یہ بات صحیح ہو تو اس کی شکایت ذمہ دار حضرات سے ہونی چاہئے تاکہ وہ اس
کا سدباب کر سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کی صحیح فہم عطا فرما کر توفیق عمل نصیب فرمائیں۔ اللہم
ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه۔ آمین بحرمۃ
النبي الكريم عليه وعلى آله الصلوٰۃ والتسليم۔

حضرت مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہم

مکتوب گرامی

مخدوم زادہ ذی قدر و محترم مکرم

حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحقانیہ کا تازہ ترین شمارہ موصول ہوا، ”صیانتہ المسلمین“ کے حوالے سے خصوصی اشاعت پر تبریک قبول فرمائیے۔ دوروزہ سفر میں پرچہ میرے ساتھ رہا، اول سے آخر تک حرفاً حرفاً استفادہ کیا، مضامین کا انتخاب، طرز کتابت، سیٹنگ، ترتیب میں شستگی و شائستگی اور زبان میں سلاست اور روانگی، تاثیر میں تیر بہدف۔ مجھے مطالعہ سے بہت کچھ ملا، کیفیات اور باطنی حالات میں بڑی بہار اور سدھار محسوس ہوئی۔

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی مرابا جان جاں ہمراز کردی

”القاسم“ پریس میں ہے، ”الزیتون“ بھی پریس ہے جو تبصروں کے لیے مختص ہے، اردو بک ریویو کی طرز پر یہ پرچہ منظر عام پر آیا ہے، علمی، دینی، ادبی، کتابی، مطالعاتی حلقے بہت پسند کر رہے ہیں۔

”الحقانیہ“ کے تازہ شمارہ پر تبصرہ و تعارف لکھوں گا ان شاء اللہ اور ”الزیتون“ کے صفحات کی زینت بنے گا۔

اب کی بار خط اس لیے لکھا کہ پرچہ پڑھ کر بہت خوش ہوا اور بے اختیار دل سے دعائیں نکلیں۔ والسلام

عبد القیوم حقانی

۲۴ دسمبر ۲۰۱۷ء

محترم سید فہیم الحسن تھانوی زید مجدہم

مکتوب گرامی

برادر محترم جناب مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج عالی بخیر ہوں گے۔

مجلس صیانتہ المسلمین پاکستان کے سالانہ اجتماع منعقدہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے موقع پر آنجناب نے ”الحقانیہ“ کا خاص نمبر شائع کر کے فرض کفایہ ادا کر دیا، جس پر احقر آنجناب کا تہ دل سے مشکور ہے۔ اجتماع کے موقع پر ضرورت تھی کہ اجتماع اور مجلس کے حوالہ سے ایک مختصر، جامع اور مستند دستاویز شائع کی جاتی جیسا کہ سابقہ اجتماعات پر مجلس کی روایت رہی۔ الحمد للہ آنجناب کی توجہ سے یہ عمل پایہ تکمیل کو پہنچا اور حاضرین و شرکاء کے لیے بہت نافع رہا۔ فالحمد لله علیٰ ذلک۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ذخیرہ آخرت فرمائے۔ آمین۔

احقر آنجناب کو دلی مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے لیے دل سے دعا گو ہے۔ والسلام

احقر الزمن فہیم الحسن تھانوی

رکن مجلس شوریٰ مجلس صیانتہ المسلمین

مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام (س)

۲۰۱۷/۱۱/۱۱ھ ۱۴۳۹/۲/۲۱

ڈاکٹر قاری خلیل احمد تھانوی مدظلہم

تواریخ وفات استاذ العلماء مولانا محمد یعقوب قدس سرہ

- (۱) عالم سعید + مولانا محمد یعقوب صاحب کا انتقال ہو گیا
 $۲۸۵ + ۵۰۹ + ۶۲۵ = ۱۴۱۹ھ$
- (۲) بے شک مولانا محمد یعقوب درفردوس بریں است
 $۳۳۲ + ۴۰۸ + ۱۲۷۷ = ۲۰۱۷ھ$
- (۳) کریم الخلق مولانا محمد یعقوب
 $۱۰۳۱ + ۴۰۸ = ۱۴۳۹ھ$
- (۴) وانما قال اللہ جل علمہ اولئک فی جنت مکر مون
 $۴۷۳ + ۹۶۶ = ۱۴۳۹ھ$
- (۵) مولانا محمد یعقوب بہشتی شدی
 $۴۰۸ + ۱۰۳۱ = ۱۴۳۹ھ$
- (۶) مخزن اسرار مولانا محمد یعقوب
 $۱۱۵۹ + ۲۸۰ = ۱۴۳۹ھ$
- (۷) مولانا محمد یعقوب خاک نشین
 $۴۰۸ + ۱۰۳۱ = ۱۴۳۹ھ$
- (۸) استاذ الحدیث حاجی محمد یعقوب
 $۱۷۱۵ + ۳۰۲ = ۲۰۱۷ھ$
- (۹) مدفن استاذ العلماء مولانا محمد یعقوب صاحب
 $۱۷۴ + ۱۳۳۴ + ۵۰۹ = ۲۰۱۷ھ$
- (۱۰) خلیل احمد شاگرد جامع علوم مولانا محمد یعقوب صاحب
 $۷۲۳ + ۵۲۵ + ۲۶۰ + ۵۰۹ = ۲۰۱۷ھ$

پریس ریلیز

ملک کی موجودہ سیاسی اور مذہبی صورت حال سے متعلق حضرت مدیر اعلیٰ مدظلہم نے میڈیا کو ایک پالیسی بیان جاری کیا جو ملکی اور علاقائی اخبارات میں شائع ہوا۔ افادہ قارئین کے لیے وہ بیان مجلہ ”الحقائق“ میں بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

مسئلہ ختم نبوت خالصتاً مذہبی اور دینی مسئلہ ہے اس کو سیاسی ایٹھو بنانے سے گریز کیا جائے ختم نبوت کے قانون میں حالیہ تبدیلی کو سینٹ میں سینٹر حافظ حمد اللہ نے پوائنٹ آؤٹ کر کے ترمیمی بل پیش کیا مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا کی درخواست پر ہائی کورٹ نے ایکشن ایکٹ 2017 کی خلاف شریعت شقوں کو معطل کیا اسلامی تعلیمات کے دائرہ میں رہتے ہوئے احتجاج ریکارڈ کرنا ہر مسلمان کا دینی اور ملی فریضہ ہے تشدد اور جلاؤ گھیراؤ کی مفاد میں نہیں

اپنے ایک حالیہ بیان میں جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا کے مہتمم مفتی سید عبدالقدوس ترمذی نے کہا کہ: ختم نبوت امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا، اس کا زور مشن کے لیے ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ ہر اول دستے کا کردار ادا کیا اور ہزاروں مسلمانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے، حکومت اس میں رد و بدل کر کے مسلمانان پاکستان کے دینی جذبات کو مجروح نہ کرے۔ ختم نبوت کے قانون میں کی گئی حالیہ تبدیلی کو سینٹ کے اندر سب سے پہلے جمعیت علماء اسلام کے سینٹر حافظ حمد اللہ نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور اس کے خلاف ترمیمی بل پیش کیا لیکن اپوزیشن جماعتوں کی مخالفت کی وجہ سے یہ بل سینٹ سے منظور نہ ہو سکا۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہم نے اس کے خلاف عدالت میں درخواست دائر کی اور انہی کی درخواست پر کارروائی کرتے ہوئے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ایکشن ایکٹ 2017 کی خلاف شریعت شقوں کو معطل کیا۔

انہوں نے مزید کہا کہ: ختم نبوت کی تحریک ہر دور میں پر امن طریقہ سے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے روبہ عمل رہی ہے، اس کو پر تشدد تحریک نہ بنایا جائے۔ تاہم اس اہم مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ اس کے اسباب و محرکات پر غور کر کے قانون کے اندر تبدیلی کے مرتکب افراد کو بے نقاب کر کے انہیں کڑی سے کڑی سزا دی جائے، لیکن تشدد اور جلاؤ گھیراؤ کی پالیسی بہر حال ملک و قوم کے مفاد میں نہیں ہے۔

مولانا عبدالصمد ساجد

تعارف کتب

نام کتاب: عالم عرب میں حضرت شیخ کا مقام اور آپ کی تالیفات کی مقبولیت و اشاعت

مصنف: حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری مدظلہم

صفحات: ۱۸۸

ناشر: مکتبہ یادگار شیخ محلہ مفتی ضلع سہارنپوریو۔ پی انڈیا

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی سہارنپوری رحمہ اللہ کی تدریسی و تصنیفی خدمات

کو ہندوپاک بلکہ عالم عرب اور دنیا بھر میں جو قبول عام حاصل ہوا اپنی مثال آپ ہے۔

حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری زید مجدہم (امین عام جامعہ مظاہر

علوم سہارنپور) کو اللہ تعالیٰ نے علوم و معارف شیخ کی حفاظت و اشاعت کا خصوصی شغف اور

ذوق عطاء فرمایا ہے۔ موجودہ حالات میں جبکہ حضرت کی شہرہ آفاق کتاب ”فضائل اعمال“

اور اکابر دیوبند کی دیگر تصانیف کو بنیاد کر بدظنی کی متعفن فضا پیدا کی جا رہی ہے، اکابر کے

علوم اور تالیفات کا درست نقشہ اور ان کی وثاقت و استناد واضح کرنا مزید ناگزیر ہو چکا ہے،

چنانچہ مولانا موصوف نے یہی خدمت سرانجام دی ہے، حضرت الشیخ کی شخصیت اور

تالیفات کو عرب دنیا میں جو مقام حاصل ہوا اور ان کی شخصیت و مقام پر جو تحریری و تصنیفی کام

ہوا، بہت احسن انداز میں اس کا تعارف پیش کر دیا ہے، یہ کتاب تعارفی پیش لفظ، شیخ

الحدیث رحمہ اللہ کے مختصر حالات زندگی، حیات شیخ پر چودہ عربی کتب کے تعارف، آپ

کے مجازین فی الحدیث علماء عرب، حرین شریفین کے آپ کے تلامذہ اور جن کبار علماء و

مشاہخ سے آپ نے ملاقات فرمائی، ان کے اسماء گرامی، اور اوجز المسالک، اسباب سعادة

المسلمین، وغیرہ عربی کتب کی دنیائے عرب میں مقبولیت و اشاعت جیسے اہم مضامین پر

مشتمل ہے، آخر میں سنتر نقول کے عکس بھی دیے ہیں۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر کتب خانہ بلکہ حضرت شیخ سے محبت اور تعلق رکھنے والے ہر فرد کے پاس ہو، امید ہے احباب ذوق قدر فرمائیں گے۔

نام کتاب: مظاہر علوم سہارنپور اور مملکت سعودیہ عربیہ

مصنف: حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری مدظلہم صفحات: ۳۶

ناشر: شیخ محمد زکریا صدیقی ٹرسٹ محلہ مبارک شاہ سہارنپور، یوپی، انڈیا

جامعہ مظاہر علوم سہارنپور ہماری قدیم اور مرکزی دینی درس گاہ ہے، جس کا فیض چہار دانگ عالم میں پھیلا ہے، زیر نظر کتابچہ میں مؤلف زید مجدہم نے اسی تاریخی ادارہ کی خدمات کے ایک پہلو پر روشنی ڈالی ہے، جامعہ مظاہر سہارنپور اور اکابر سہارنپور کے مملکت سعودیہ عربیہ کے ساتھ جو دینی، ملی، ذہنی و فکری اور تہذیبی مراسم اور روابط رہے وہ ایک تاریخ ہے، اس کتابچہ میں یہ سو سالہ تاریخ انتہائی جامعیت و اختصار کے ساتھ جمع کر دی گئی ہے، بطور نمونہ وثبوت آخر میں شاہان عرب کے چند خطوط کے عکس بھی شامل اشاعت ہیں، امید ہے احباب قدر فرمائیں گے۔

نام کتاب: سہ ماہی مجلہ الزیتون محرم الحرام، ربیع الاول، ۱۴۳۹ھ

زیر سرپرستی: مولانا عبدالقیوم حقانی مدیر: مولانا محمد قاسم حقانی

ناشر: جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ

صفحات: ۱۱۲ قیمت: فی پرچہ ۵۰ روپے، سالانہ ۲۰۰ روپے

سہ ماہی مجلہ الزیتون مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم کے فاضل صاحبزادہ مولانا محمد قاسم حقانی کی زیر ادارت جاری ہو رہا ہے، جس میں القاسم اکیڈمی کی مطبوعات کا تفصیلی تعارف، مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم کے گہر بار قلم سے جدید علمی ادبی کتب پر تبصرے، مشاہیر علمی شخصیات کے یادگار تبرکات و مکاتیب وغیرہ کئی قابل قدر سلسلے ہیں۔

زیر نظر شمارہ پانچ مختلف قیمتی سلاسل پر مشتمل ہے، آئینہ مضامین جس میں مولانا

حقانی و مولانا نور اللہ خان نے بطور تقدیم الزیتون کی خدمات کو سراہا ہے، دوسرا مطبوعات القاسم اکیڈمی پر مشاہیر معاصرین کے تحسینی تبصرے، جس میں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی، ڈاکٹر افنان، اور مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی سرفہرست ہیں، تیسرا حصہ مکاتیب مشاہیر کا ہے جس میں شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر اور مولانا عاشق الہی بلند شہری رحمہما اللہ کے تبرکات لائے گئے ہیں، چوتھا سلسلہ قارئین کے خطوط کا ہے اور پانچویں نمبر پر مولانا عبد القیوم حقانی کے قلم سے بعض جدید کتب پر تبصرہ ہے، امید ہے احباب ذوق اس مجلہ کی قدر فرمائیں گے۔

نام کتاب: روہنگیا مسلمانوں کا قتل عام اور انخلاے ارکان مصنف: مولانا محمد صدیق ارکانی
صفحات: ۲۴۰ ناشر: جمعیتہ خالد بن ولید الخیریہ (ارکان برما)

برائے رابطہ: 0324.8085571 / 0336.7048341

برما کے مظلوم مسلمانوں پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، اس درندگی پر جہاں انسانیت شرمسار ہے، وہاں مسلمانوں کی غفلت بھی انتہائی افسوس ناک ہے، تاہم پھر بھی کچھ مردان خدا اپنے مسلمان بھائیوں کی حمایت و نصرت کے لیے کمر بستہ ہیں، ان خیر خواہان قوم میں سے ایک مولانا عبدالقدوس صاحب ہیں، اس کتابچہ میں حضرت مولانا محمد صدیق ارکانی زید مجدد ہم (استاذ الحدیث جامعہ احتشامیہ، جیکب آباد کراچی) نے روہنگیا مسلمانوں کے قتل عام اور جلاوطنی کی دل دوز اور جگر سوز داستان قلم بند کی ہے، ساتھ ہی ان بے گھر مجبوروں کی امداد کے سلسلہ میں مولانا عبدالقدوس کی خدمات کی جھلک بھی پیش کی ہے، آخر میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم اور حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہم وغیرہ حضرات اکابر کے تائیدی خطوط کے عکس بھی دیے ہیں، جس کا مقصد یہی ہے کہ ان بے بس مسلمان کا مالی تعاون کر کے اسلامی اخوت و ہم دردی کا ثبوت دیا جائے، چاہیے کہ احباب یہ کتابچہ لے کر عام کریں اور دوسروں کو تعاون کی طرف متوجہ کریں۔

مولانا عبدالصمد ساجد سلمہ

اخبار الجامعہ

۶ ربیع الاول: حضرت صدر جامعہ دامت برکاتہم دارالعلوم الاسلامیہ لاہور

تشریف لے گئے اور شوریٰ کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔

تین روزہ اصلاحی بیانات: ۱۰: عارف باللہ، شیخ الحدیث مولانا مشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم جامعہ تشریف لائے، تین روزہ اصلاحی بیانات کا سلسلہ شروع ہوا، پہلا درس ۱۰ ربیع الاول بروز بدھ بعد از نماز عصر جامع مسجد ترمذی حقانیہ ٹاؤن فروکہ روڈ ہوا۔ ۱۱: حضرت تھانوی مدظلہم نے عصر کے بعد جامعہ میں اصلاحی وعظ فرمایا، نیز بعد از نماز عشاء درجہ تخصص فی الفقہ کے طلباء اور جامعہ کے کچھ اساتذہ میں خصوصی نشست ہوئی اور علماء کرام کو اجازت حدیث سے نوازا۔

۱۲: حضرت تھانوی مدظلہم نے جامع مسجد حقانیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ آخر میں حضرت صدر جامعہ دامت برکاتہم نے حالیہ سیاسی کشمکش کے حوالہ سے اپنا پالیسی بیان ارشاد فرمایا جو اسی شمارہ میں شامل اشاعت ہے۔ عصر کی نماز کے بعد حضرت تھانوی مدظلہم نے جامعہ میں اصلاحی خطاب فرمایا۔

۱۸: حضرت صدر جامعہ دامت برکاتہم پھلروان ضلع سرگودھا جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔

۱۹: حضرت صدر جامعہ دامت برکاتہم نے جامع مسجد حقانیہ میں حالیہ امریکی جارحانہ اور غیر منصفانہ اعلان کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور کہا کہ اس پر عالم اسلام سراپا احتجاج ہے، بیت المقدس مسلمانوں کی محبتوں اور عقیدتوں کا محور اور سرزمین انبیاء ہے، یہ خالصہ مسلمانوں کا حق ہے، اسے اسرائیلی دارالحکومت تسلیم کرنا یا وہاں امریکی سفارت خانہ کھولنا جہاں عالم اسلام کے مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنا ہے وہاں عالمی قوانین کی خلاف ورزی بھی ہے۔